چھینک اور جماہی کے آداب

از: مولانا عبداللطیف قاسمی
استاذ جامعہ غیث الہدیٰ بنگلور

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور آپ کے اندر روح پھونکی، تو حضرت آدم علیہ السلام کو فوراً چھینک آئی اور سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کی توفیق سے چھینک پر ''الحمدللہ'' فرمایا، چھینک آنا اچھی بات ہے، چھینک انسان کی صحت کی علامت ہے، نزلہ کے وقت نیز عام اوقات میں بھی جب چھینک آتی ہے تو انسان کا دماغ، کان اور ناک کے راستے صاف ہوتے ہیں، آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے، سر کا بوجھ کم ہوجاتا ہے، جب نومولود بچہ چھینکتا ہے تو والدین اور معالجین چھینک کو بچے کی تندرستی کی علامت سمجھ کر خوش ہوجاتے ہیں، غرض کہ چھینک انسان کی نشاط وچستی کا سبب ہے، جس سے انسان کو اعمال وطاعات نیز دنیوی کاموں میں نشاط پیدا ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

إنَّ اللّٰه يُحِبُ العُطاسَ (رواه البخاری عن ابی هريرة ۱/۹۱۹، ۶۲۲۳)

اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتے ہیں، (کیونکہ اعمال میں چستی ونشاط کا سبب ہوتی ہے)۔

دینِ اسلام کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ اسلام انسان کو کامل واکمل بنانے کے لیے ہر چھوٹے اور بڑے ادب سے اس کو آراستہ ومزین کرتا ہے؛ چنانچہ اسلام نے انسانی ضروریات میں سے ہر ضرورت سے متعلق بہترین آداب وتعلیمات کو پیش کیا ہے، منجملہ ان کے چھینک ہے، جسے ہم معمولی چیز سمجھتے ہیں، اس کے آداب کو بھی بیان کیا ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم چھینک کے آداب کو معلوم کریں اور ان پر عمل کریں۔

چونکہ چھینک اللہ کی نعمتِ صحت وتندرستی کی علامت، چستی اور نشاط کا سبب ہے؛ اس لیے چھینک آنے پر الحمدللہ کے ذریعہ اللہ کا شکر ادا کرنے کو مستقل عبادت قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إذا عطس احد کم فلیقل الحمد للّٰہ (رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ ۹/۱ ۹۱، ۶۲۲۴)

جب تم میں سے کوئی چھینکے تو الحمد للّٰہ کہے۔

سب سے پہلے انسان ہمارے دادا حضرت آدم علیہ السلام کو جب چھینک آئی تو اللہ نے آپ کی زبان سے الحمدللہ کو جاری فرما کر ساری انسانیت کے لیے ایک ادب قرار دیا، شریعت اسلامیہ نے بھی اس کو ادب؛ بلکہ مستقل سنت قرار دیا ہے۔

چھینک کے آداب

(۱) جب کسی شخص کو چھینک آئے تو الحمد للّٰہ کہے۔ (رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ ۱/ ۹۱۹، ۶۲۲۴) یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ کُلِّ حَال کہے (رواہ الترمذی عن ابن عمرؓ ۲/۱۰۳) دونوں صورتیں جائز ہیں۔

(۲) جب چھینکنے والا اپنی چھینک پر الحمد للّٰہ کہے، تو سننے والا اس کے جواب میں یرحمك اللّٰہ کہے۔ (بخاری ۱/۹۱۹، ۶۲۲۴)

(۳) یرحمك اللّٰہ کے جواب میں چھینکنے والا یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ، یا یَغْفِرُاللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ کہے۔ (بخاری ۱/۹۱۹، ۶۲۲۴)

(۴) چھینکنے والا چھینک کے وقت اپنے چہرے کو کپڑے یا کم از کم ہاتھ سے ڈھانک لے (تاکہ چھینک کے وقت ناک اور منہ سے نکلنے والی ریزش سے کسی کو تکلیف نہ ہو، نیز کھانے پینے کی چیزوں میں ناک اور منہ کی رطوبات نہ گریں)۔

(۵) چھینک کے وقت اپنی آواز کو پست رکھے۔

آپ علیہ السلام چھینک کے وقت اپنے چہرے کو کپڑے یا ہاتھ سے ڈھانک لیتے تھے اور آواز کو پست کرلیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد ۲/ ۶۸۶)

(۶) محرم عورتیں چھینک کر الحمدللّٰہ کہیں تو محرم مردوں کے لیے یرحمك اللّٰہ کہنا ضروری ہے، نیز مرد محارم مرد کی چھینک کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔ (ہندیہ ۵/ ۳۲۷)

چھینک کا جواب

مسلمان بھائی چھینک کر الحمدللہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا یہ اس کا شرعی

حق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان بھائی پر دوسرے مسلمان بھائی کے لیے چھ حقوق ہیں، جب کوئی مسلمان بھائی بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت کرے (۲) جب کسی مسلمان کی وفات ہوجائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرے (۳) اگر دعوت دے تو قبول کرے (۴) سلام کرے تو سلام کا جواب دے (۵) چھینک پر الحمدللہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے (۶) مسلمان بھائی کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اس کے ساتھ خیرخواہی کا معاملہ کرے۔ (مسلم ۲/۲۱۳ حقوق المسلم)

جب چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو سننے والے پر یرحمك اللہ کہنا بعض علماء کے نزدیک واجب ہے، (فتاوی ہندیہ میں یہی قول نقل کیا ہے) بعض علماء نے مستحب قرار دیا ہے، جمہور علماء کے نزدیک فرضِ کفایہ ہے، (فتاوی ہندیہ میں واجب لکھا ہے) لہٰذا چھینکنے والے کی الحمدللّٰہ سننے والا ایک شخص ہو تو ضرور یرحمك اللہ کہنا چاہیے، اگر ایک جماعت ہو تو ان میں سے کسی ایک شخص کی طرف سے یرحمك اللہ کہنا کافی ہے۔ (عمدۃ القاری ۱۵/۳۴۰)

مندرجہ ذیل مواقع میں چھینک کا جواب ضروری نہیں

(۱) جو آدمی چھینک کر الحمدللہ نہ کہے۔ (بخاری ۱/۹۱۹، ۶۲۲۵)

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

إذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ وَإنْ لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ فَلَاتُشَمِّتُوْهُ (رواه البخاری ۱/ ۹۱۹)

جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو تم جواب دو اگر وہ الحمدللہ نہ کہے تو اس کا جواب مت دو، لہذا جو شخص اپنی چھینک پر الحمدللہ نہ کہے وہ جواب کا مستحق نہیں ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو شخص حاضر تھے، دونوں کو چھینک آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی چھینک پر یرحمك اللہ فرمایا دوسرے کی چھینک پر یرحمك اللہ نہیں فرمایا، اس پر دوسرے شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ نے اس کے لیے یرحمك اللہ فرمایا، میرے لیے نہیں فرمایا، آپ نے ارشاد فرمایا: اس نے چھینک پر الحمدللّٰہ کہا؛ اس لیے وہ جواب کا مستحق ہوا، اور تم نے اپنی چھینک پر الحمدللّٰہ نہیں کہا تو تم جواب کے مستحق نہیں ہوئے (متفق علیہ، بخاری ۱/۹۱۹)

(۲) جب آدمی تین مرتبہ سے زیادہ چھینکے، تو جواب دینا ضروری نہیں ہے، چاہے تو جواب دے؛ چاہے تو جواب نہ دے۔ (رواہ ابوداد ۲/ ۶۸۷)

(۳) بے ایمان کی چھینک کے جواب میں یرحمك اللّٰہ کہنا جائز نہیں ہے۔

حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں:

یہودی لوگ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی خدمت میں چھینکتے تھے (چھینک پر الحمدللّٰہ بھی کہتے) اور یہ امید رکھتے کہ آپ علیہ السلام جواب میں یرحمك اللّٰہ فرمائیں گے؛ لیکن آپ علیہ السلام ان کے جواب میں یرحمك اللّٰہ نہ فرماتے (اس لیے کہ وہ اپنی بے ایمانی کی وجہ سے اللہ کی رحمت کے مستحق نہیں ہیں؛ لہٰذا ان کو رحمت کی دعا نہیں دی جاسکتی) بلکہ ان کے جواب میں آپ علیہ السلام یَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ فرماتے (اللہ تم کو ہدایت دیں اور تمہارے احوال درست فرمائیں) (رواہ ابوداد ۲/ ۶۸۷)

(۴) جمعہ وعیدین کے خطبات کے وقت میں جواب نہ دے (عمدۃ القاری ۱۵/ ۳۴۰)

(۵) اگر کوئی شخص بیت الخلاء میں چھینک کر الحمدللہ کہے تو اس کا جواب بھی لازم نہیں۔ (عمدۃ القاری ۱۵/ ۳۴۰)

مسئلہ: اگر کسی شخص کو نماز میں چھینک آگئی اور اس نے بے اختیار الحمدللہ کہہ دیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی، جو نمازی چھینکنے والے کے جواب یرحمک اللہ کہے، اس کی نماز فاسد ہوجائیگی (ھدایہ ۱/ ۱۳۵)

جماہی کے آداب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيُكْرِهُ التَّثَاؤُبَ (رواہ البخاری عن ابی هریرۃ ۹۱۹/۱، ۶۲۲۳)

اللہ تعالیٰ کو جماہی ناپسند ہے، جب تم میں سے کسی کو جماہی آتی ہے اور وہ شخص منہ کھولتے ہا، ہا کہتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

جماہی زیادہ کھانے، آنتوں کے بھر جانے، نفس وطبیعت کے بوجھل ہوجانے اور حواس کی کدورت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، جو غفلت، سستی اور سوئے فہم کا سبب بنتی ہے، نیز جماہی کے وقت انسان کا چہرہ طبعی حالت پر باقی نہیں رہتا ہے، جس کی وجہ سے شیطان خوش ہوجاتا ہے کہ

انسان کی طبعی حالت بھی متغیر ہوئی، نیز اب یہ انسان طاعات واعمال اور دیگر ضروری امور میں سستی اور کاہلی کا شکار رہوگا۔

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ یہی وجہ ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر بھر جماہی نہیں آئی ہے، جس کی صراحت مصنف ابن شیبہ کی روایت میں موجود ہے، نیز علامہ خطابیؒ نے مسلمہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ کسی بھی نبی کو جماہی نہیں آئی۔ (فتح الباری ۱۰/۱۵۷)

فَامَّالتثاوُبُ فإنَّما هُوَمِنَ الشَّيطَانِ فإذَا تَثاوَّبَ أحَدُكُمُ فَلْيَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ (بخاری ۹۱۹/۱)

جماہی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو دفع کرے، (جبڑوں کو مضبوطی سے دبالے، اگر بے قابو ہوجائے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے)۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا تَثَاوَبَ أحَدُكُمُ فَلْيُمسِكُ بِيَدِهٖ عَلىٰ فَمِهٖ، فَإنَّ الشَّيطَانَ يَدُخُلُ (رواه مسلم ٤١٣/٢ باب العطاس)

جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے؛ اس لیے کے شیطان منہ میں داخل ہوجاتا ہے، (لہٰذا منہ پر ہاتھ رکھے)

علماء نے لکھا ہے کہ اگر انسان تلاوت، دینی گفتگو وغیرہ میں مشغول ہو اور جماہی آجائے تو جماہی کو مکمل طور سے بند ہوجانے کے بعد تلاوت کرے، جماہی کے وقت ہا، ہا، کرتے ہوئے تلاوت، دینی باتیں اور ضروری باتیں نہ کرے۔

❁ ❁ ❁